فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۷۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: موزوں پر مسح کی مدت کیا ہے؟

جواب: مسح کی مدت مسافر کے لیے تین دن اور مقیم کے لیے ایک دن ہے۔ اس مدت کا آغاز اس وقت ہوگا، جب بے وضو حالت میں پہلی مرتبہ مسح کرے گا۔

سوال: حالت احرام میں موزیں پہننا کیسا ہے؟

جواب: احرام کی حالت موزیں پہننا جائز نہیں، البتہ اگر جوتا دستیاب نہ ہو، تو موزیں پہنے جا سکتے ہیں، مگر ٹخنوں کے نیچے تک کاٹ لیے جائیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا نَادٰى فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ : لَا يَلْبَسُ السَّرَاوِيلَ وَلَا الْقَمِيصَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ وَلْيُحْرِمْ أَحَدُكُمْ فِي إِزَارٍ وَرِدَاءٍ وَنَعْلَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُونَا إِلَى الْكَعْبَيْنِ .

''ایک آدمی نے بآواز بلند پوچھا: اللہ کے رسول! محرم کون سا لباس نہیں پہن سکتا؟، فرمایا: محرم شلوار، قمیص، ٹوپی (جو سر کے ساتھ چپکی ہو) اور عمامہ نہیں

پہن سکتا، نہ ہی ایسا کپڑا پہن سکتا ہے، جسے زعفران یا ورس (ایک قسم کی گھاس جو رنگنے کے کام آتی ہے) سے رنگا گیا ہو، احرام میں تہبند، چادر اور جوتے پہن سکتے ہو، اگر جوتے میسر نہ ہوں، تو موزوں کو ٹخنوں کے نیچے تک کاٹ کر پہن لیں۔''

(صحيح البخاري : 1842، صحيح مسلم : 1177، المنتقى لابن الجارود : 416)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

السَّرَاوِيلُ لِمَنْ لَّمْ يَجِدِ الْإِزَارَ وَالْخُفَّانِ لِمَنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ .

''شلوار پہننے کی اجازت اس کو ہے، جس کے پاس ازار (تہبند) نہ ہو اور موزے پہننے کی اجازت اس کو ہے، جس کے پاس جوتے نہ ہوں۔''

(صحيح البخاري : 5404، صحيح مسلم : 1178، المنتقى لابن الجارود : 417)

سوال: مندرجہ ذیل روایت کی تحقیق درکار ہے!

❀ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُبْغِضُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ .

''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ہم اہل بیت سے بغض رکھنے والے کو اللہ ضرور واصل جہنم کرے گا۔''

(صحيح ابن حبان : 6978)

جواب: اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ ہشام بن عمار دمشقی آخری عمر میں تلقین

قبول کرنے لگے تھے، یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ مذکورہ روایت تلقین قبول کرنے سے پہلے کی ہے یا بعد کی؟ لہٰذا اس روایت کے قبول میں توقف کیا جائے گا۔

❁ اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے۔

(المستدرك للحاكم : 150/3)

اس سند میں تصحیف کا احتمال ہے، لہٰذا بالجزم حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

❁ اس روایت کی دیگر سندیں بھی ضعیف ہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ أَنَّ رَجُلًا صَفَنَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَصَلَّى، وَصَامَ ثُمَّ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ مُبْغِضٌ لِأَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ دَخَلَ النَّارَ .

''اگر کوئی شخص حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہو، روزہ بھی رکھتا ہو، لیکن مرتے وقت دل میں اہل بیت سے بغض ہو، تو وہ جہنم میں جائے گا۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 148/3)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے ''مسلم کی شرط پر صحیح'' کہا ہے۔

یہ روایت ضعیف و منکر ہے۔

❁ ابو اویس عبداللہ بن عبداللہ مدنی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

(المَجموع شرح المهذّب للنّووي : 20/9)

❁ اس روایت کو امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے ''منکر'' کہا ہے۔

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم : 407/6)

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمُ الصُّبْحَ فَقَرَأَ بِهِمُ الرُّومَ فَأَوْهَمَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ : إِنَّهُ يَلْبَسُ عَلَيْنَا الْقُرْآنُ، إِنَّ أَقْوَامًا مِنْكُمْ يُصَلُّونَ مَعَنَا لَا يُحْسِنُونَ الْوُضُوءَ، فَمَنْ شَهِدَ الصَّلَاةَ مَعَنَا فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوءَ .

''رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو نماز فجر پڑھائی اور اس میں سورت روم کی تلاوت کی، تو آپ ﷺ کو متشابہ لگ گیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے، تو فرمایا: ہمیں قرآن میں متشابہ ہوا ہے، اس لیے کہ آپ میں سے بعض لوگ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، مگر اچھی طرح وضو نہیں کرتے۔ لہٰذا جو بھی ہمارے ساتھ نماز میں حاضر ہو، وہ سنوار کر وضو کرے۔''

(مسند الإمام أحمد : 472/3)

(جواب): سند ضعیف ہے۔ شبیب ابو روح کو صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات'' (۳۵۹/۴) میں ذکر کیا ہے، لہٰذا مجہول الحال ہے۔

❀ حافظ ابن القطان الفاسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا تُعْرَفُ حَالُهُ .

''اس کی عدالت غیر معروف ہے۔''

(بيان الوهم والإيهام : 223/2)

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کا مفہوم کیا ہے؟

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِي دُفِنَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي، فَأَضَعُ ثَوْبِي، وَأَقُولُ : إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي، فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ، فَوَاللّٰهِ ! مَا دَخَلْتُهُ، إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي، حَيَاءً مِّنْ عُمَرَ .

''میں اپنے اس حجرے میں، جس میں رسول اللہ ﷺ اور میرے والد (سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) مدفون تھے، داخل ہوتی تو (سر کا) کپڑا اتار دیا کرتی تھی اور (دل میں) یہ کہتی کہ یہاں میرے خاوند اور میرے والد ہی تو ہیں۔ لیکن جب ان کے ساتھ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی دفن ہو گئے تو اللہ کی قسم! میں اس حجرے میں صرف اسی حالت میں داخل ہوئی کہ میں اپنا (سر کا) کپڑا سختی سے باندھ لیتی تھی۔ میں یہ کام سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے حیاء کرتے ہوئے کرتی تھی۔''

(مسند الإمام أحمد : 202/6، المستدرك على الصحيحين للحاكم : 62/3، ح : 4402، 8/4، ح :6721، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❀ حافظ ہیثمی لکھتے ہیں:

رِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيحِ .

''اس کے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔''

(مَجمع الزّوائد : 26/8)

❀ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

مَا زِلْتُ أَضَعُ خِمَارِي، وَأَتَفَضَّلُ فِي ثِيَابِي فِي بَيْتِي، حَتّٰى

دُفِنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيهِ، فَلَمْ أَزَلْ مُتَحَفِّظَةً فِي ثِيَابِي، حَتّٰى بَنَيْتُ بَيْنِي وَبَيْنَ الْقُبُورِ جِدَارًا، فَتَفَضَّلْتُ بَعْدُ.

''میں ہمیشہ اپنے حجرے میں اپنا دوپٹہ اتار دیتی اور کام کاج کے معمولی کپڑے پہن لیتی تھی، حتی کہ اس میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دفن کر دیئے گئے۔ اس وقت سے میں اپنے کپڑوں میں لپٹی ہوئی رہتی تھی، یہاں تک کہ میں نے قبروں کے سامنے ایک دیوار بنا دی، اس کے بعد میں نے گھر میں کام کاج کے معمولی کپڑے پہننا شروع کر دیئے۔''

(طَبقات ابن سعد: 277/3، تاريخ مدينة لابن شبة: 945/3، وسندهٗ حسنٌ)

جواب: کچھ کام انسان طبعی طور پر بے ساختہ کرتا ہے اور ان کے پیچھے کوئی عقیدہ و نظریہ کارفرما نہیں ہوتا، جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو چومتے ہوئے سنت کی محبت میں بے ساختہ اسے مخاطب کیا اور فرمایا:

أَمَا وَاللّٰهِ، إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ، لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَلَمَكَ مَا اسْتَلَمْتُكَ.

''اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ تُو ایک پتھر ہے، تُو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔ اگر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا، تو تجھے نہ چومتا۔''

(صحيح البخاري: 1605، صحيح مسلم: 1270)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس عمل کو بھی اسی پر محمول کیا جائے گا، ورنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یا کسی بھی صحابی سے مردوں کے زندوں کو دیکھنے یا ان کی باتیں سننے کا عقیدہ و نظریہ ثابت نہیں، نہ خیر القرون یا بعد کے ائمہ اہل سنت نے اس روایت سے یہ مسئلہ اخذ ہی کیا۔ مردوں سے

پردہ کرنے کا کوئی بھی قائل نہیں۔

(سوال): خنزیر کا کیا حکم ہے؟

(جواب): خنزیر نجس العین ہے۔ بالاتفاق حرام ہے۔ کسی ملت میں بھی حلال نہیں رہا۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ﴾(المائدة : ٣)

''تم پر مردار، (ذبح کے وقت بہنے والا) خون اور خنزیر کا گوشت حرام ہے۔''

❁ نیز فرمایا:

﴿قُلْ لَّا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ﴾

(الأنعام : ١٤٥)

''(اے نبی!) کہہ دیجیے کہ مجھ پر جو وحی کی گئی ہے، اس میں کھانے والے پر صرف یہ حرام ہے؛ مردار، (ذبح کے وقت) بہنے والا خون اور خنزیر کا گوشت، اس لیے کہ یہ پلید ہے۔''

❁ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو پاک اور حلال چیزیں کھانے کا حکم دیا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾(البقرة : ١٧٢)

''مومنو! ہمارا دیا ہوا پاکیزہ اور حلال رزق کھاؤ۔''

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ، وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ.

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعہ شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی

تجارت کو حرام قرار دیا ہے۔‘‘

(صحيح البخاري : 2236، صحيح مسلم : 1581)

❀ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيرِ، فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خِنْزِيرٍ وَدَمِهِ .

’’جس نے شطرنج کھیلی، اس نے گویا خنزیر کے گوشت اور خون میں اپنا ہاتھ رنگ دیا۔‘‘(صحيح مسلم : 2260)

❀ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ .

’’عیسیٰ علیہ السلام (قرب قیامت نزول فرمائیں گے اور) خنزیر کو قتل کریں گے۔‘‘

(صحيح البخاري : 2222، صحيح مسلم : 155)

❀ اس حدیث کے تحت حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى نَجَاسَةِ عَيْنِهِ وَأَنَّ سُؤْرَهُ مُحَرَّمٌ، وَالشَّيْءُ الطَّاهِرُ الْمُنْتَفَعُ بِهِ لَا يُؤْمَرُ بِقَتْلِهِ وَإِتْلَافِهِ .

’’اس حدیث میں دلیل ہے کہ خنزیر نجس العین ہے اور اس کا جھوٹا حرام ہے، کیونکہ جو چیز پاک اور نفع مند ہو، اسے قتل اور تلف کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا۔‘‘

(أعلام الحديث : 1562/3)

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى تَحْرِيمِ الْخِنْزِيرِ، وَالْخِنْزِيرُ مُحَرَّمٌ بِالْكِتَابِ

وَالسُّنَّةِ وَاتِّفَاقِ الْأُمَّةِ .

''خنزیر کی حرمت پر اہل علم کا اجماع ہے۔ کتاب وسنت اور امت کے اجماع کی رُو سے خنزیر حرام ہے۔''

(الأوسط في السّنن والإجماع والإختلاف : 229/2)

۞ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقُوا ...... أَنَّ لَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَشَحْمَهُ وَوَدَكَهُ وَغُضْرُوفَهُ وَمُخَّهُ وَعَصَبَهُ حَرَامٌ كُلُّهُ وَكُلُّ ذٰلِكَ نَجَسٌ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ......خنزیر کا گوشت، چربی، چکنائی، نرم ہڈی، بھیجہ اور اعصاب سب کچھ حرام ہے، نیز سب نجس ہے۔''

(مَراتب الإجماع، ص 23)

۞ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلْعَيْنُ الَّتِي حَرَّمَهَا اللّٰهُ فِي كُلِّ مِلَّةٍ، وَعَلٰى لِسَانِ كُلِّ رَسُولٍ، كَالْمَيْتَةِ، وَالدَّمِ وَالْخِنْزِيرِ، فَإِنَّ اسْتِبَاحَتَهُ مُخَالِفَةٌ لِمَا أَجْمَعَتِ الرُّسُلُ عَلٰى تَحْرِيمِهٖ .

''وہ نجس العین چیز، جسے اللہ تعالیٰ نے ہر ملت میں اور ہر رسول کی زبانی حرام کیا، مثلاً مردار، (ذبحہ کے وقت بہنے والا) خون اور خنزیر، تو اسے مباح اور جائز قرار دینے میں تمام رسولوں کی مخالفت ہے کہ انہوں نے متفقہ طور پر اسے حرام قرار دیا ہے۔'' (زاد المَعاد : 676/5)

۞ نیز فرماتے ہیں:

أَمَّا تَحْرِيمُ بَيْعِ الْخِنْزِيرِ، فَيَتَنَاوَلُ جُمْلَتَهُ، وَجَمِيعَ أَجْزَائِهِ الظَّاهِرَةِ وَالْبَاطِنَةِ، وَتَأَمَّلْ كَيْفَ ذُكِرَ لَحْمُهُ عِنْدَ تَحْرِيمِ الْأَكْلِ إِشَارَةً إِلٰى تَحْرِيمِ أَكْلِهِ وَمُعْظَمُهُ اللَّحْمُ، فَذَكَرَ اللَّحْمَ تَنْبِيهًا عَلٰى تَحْرِيمِ أَكْلِهِ دُونَ مَا قَبْلَهُ، بِخِلَافِ الصَّيْدِ، فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْ فِيهِ : وَحَرَّمَ عَلَيْكُمْ لَحْمَ الصَّيْدِ، بَلْ حَرَّمَ نَفْسَ الصَّيْدِ؛ لِيَتَنَاوَلَ ذٰلِكَ أَكْلَهُ وَقَتْلَهُ، وَهَاهُنَا لَمَّا حَرَّمَ الْبَيْعَ ذَكَرَ جُمْلَتَهُ، وَلَمْ يَخُصَّ التَّحْرِيمَ بِلَحْمِهِ لِيَتَنَاوَلَ بَيْعَهُ حَيًّا وَمَيِّتًا .

''خنزیر کی حرمت میں پورے کا پورا خنزیر داخل ہے، یعنی اس کے تمام ظاہری اور باطنی اجزا۔ ذرا تدبر کیجئے کہ کیسے خنزیر کے گوشت کا ذکر کر کے اس کے کھانے کی حرمت کی طرف اشارہ کر دیا، چونکہ خنزیر میں زیادہ چیز گوشت ہے، اس لیے گوشت کا ذکر کر کے اس کے کھانے کو حرام کر دیا، کسی اور چیز کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے برعکس (احرام کے حالت میں) شکار (کی حرمت میں) یہ نہیں کہا کہ تم پر شکار کا گوشت حرام کیا گیا ہے، بلکہ خود شکار کو حرام کیا ہے، اس میں شکار کے جانور کو قتل کرنا اور اسے کھانا دونوں شامل ہیں۔ جبکہ جب (خنزیر کی) تجارت کو حرام کیا، تو پورے خنزیر کا ذکر کیا اور اس کی حرمت گوشت کے ساتھ خاص نہیں کی، تا کہ بیع کی حرمت زندہ اور مردہ خنزیر کو شامل ہو۔''

(زاد المَعاد : 674/5)

فائدہ:

❁ علامہ ابن العربی مالکی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

''فرمان باری تعالیٰ ہے:﴿إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ﴾ ''مگر جس جانور کو تم ذبح کر لو(وہ حلال ہے)۔'' خنزیر کو ذبح نہیں کیا جاتا۔ دباغت (چمڑے کو رنگنا) سے زیادہ تطہیر ذبح میں ہے، کیونکہ ذبح کا عمل جانور کے گوشت اور دیگر تمام اجزا پر ہوتا ہے، جبکہ دباغت کا عمل (بعض جزوی) اختلاف کے ساتھ صرف جلد پر ہوتا ہے۔ لہٰذا جب خنزیر کی جلد میں ذبح کا عمل اثر نہیں کرتا، تو اس میں دباغت کا عمل بالا ولیٰ اثر نہیں کرتا (اس لیے اس کے چمڑے کو رنگنا جائز نہیں)۔''

(المَسالك في شرح مؤطإ الإمام مالك : 310/5)

سوال: نماز خوف کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: جب دشمن کے حملہ آور ہونے کا خوف ہو، تو فرض نماز کی رکعات اور طریقہ ادائیگی میں کچھ خاص تخفیف اور رعایت بیان کی گئی ہے، اسے نماز خوف کہتے ہیں، احادیث میں اس کی مختلف حالتیں بیان ہوئی ہیں، جو خوف کی مختلف صورتوں پر محمول ہیں۔

❁ سیدنا ابو عیاش زرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''مقام عسفان پر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مشرکین کے مد مقابل تھے، ان کے سپہ سالار سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) تھے، وہ ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی، تو مشرکین کہنے لگے: یہ (مسلمان) ایسی حالت میں تھے کہ ہم ان کی غفلت سے فائدہ اٹھا سکتے تھے، پھر کہنے لگے: ابھی ان پر ایک نماز آنے والی ہے، جو انہیں اپنی جانوں اور بیٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ جبریل علیہ السلام نماز ظہر اور

عصر کے درمیان یہ آیت لے کر اترے: ﴿فَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ ......﴾ (جب آپ ان میں موجود ہوں اور انہیں نماز پڑھائیں ......الخ) راوی کہتے ہیں: نماز کا وقت ہوا، تو نبی کریم ﷺ کے حکم سے انہوں نے اسلحہ اٹھا لیا، پھر ہم نے آپ کے پیچھے دو صفیں بنائیں، آپ نے رکوع کیا، تو ہم سب نے بھی رکوع کیا، آپ رکوع سے اٹھے، تو ہم بھی اٹھ گئے، پھر نبی کریم ﷺ کے ساتھ پہلی صف والوں نے سجدہ کیا اور دوسری صف والے کھڑے ہو کر ان کی حفاظت کرتے رہے، جب وہ سجدہ کر کے کھڑے ہو گئے، تو دوسری صف والوں نے ان کی جگہ بیٹھ کر سجدہ کیا، پھر پچھلی صف والے آگے اور اگلی صف والے پیچھے چلے گئے، پھر آپ ﷺ کے ساتھ سب نے رکوع کیا اور رکوع سے سر اٹھایا، پھر نبی کریم ﷺ کے ساتھ پہلی صف والوں نے سجدہ کیا اور دوسری صف والے کھڑے ہو کر ان کی حفاظت کرنے لگے، جب وہ سجدہ کر کے بیٹھ گئے، تو دوسری صف والوں نے بھی سجدہ کیا، پھر آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا اور چلے گئے۔ نبی کریم ﷺ نے دو دفعہ اس طرح نماز (خوف) پڑھی ہے، ایک دفعہ عسفان میں اور دوسری دفعہ بنی سلیم کے علاقے میں۔''

(مسند الإمام أحمد : 60,59/4، سنن أبي داوٗد : 1236، سنن النّسائي : 1551، المنتقى لابن الجارود : 232، وسندہٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود، امام دارقطنی رحمہ اللہ (۲/۶۰) امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۸۷۵) حافظ بغوی رحمہ اللہ (شرح السنۃ : ۱۰۹۶) اور حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع شرح المہذب: ۴/۴۲۱) نے ''صحیح'' کہا ہے، امام بیہقی رحمہ اللہ (السنن الکبری: ۳/۲۵۷) نے اس

کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۱/ ۳۳۷، ۳۳۸) نے امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب نماز خوف کے متعلق پوچھا جاتا، تو فرماتے:

''لوگوں کا ایک گروہ امام کے ساتھ آگے بڑھے اور امام انہیں ایک رکعت نماز پڑھا دے، جب کہ دوسرا گروہ نماز نہ پڑھے، بل کہ ان کے اور دشمن کے درمیان کھڑا رہے، جب وہ لوگ ایک رکعت پڑھ لیں، جو امام کے ساتھ تھے، تو وہ ان لوگوں کی جگہ چلے جائیں جنہوں نے نماز نہیں پڑھی، سلام نہ پھیریں اور جن لوگوں نے نماز نہیں پڑھی، وہ آگے بڑھ کر امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لیں، پھر امام جو کہ دو رکعتیں پڑھ چکا ہے، سلام پھیر دے، دونوں گروہ کھڑے ہو کر خود ہی ایک ایک رکعت ادا کر لیں، یوں دونوں گروہوں کی دو دو رکعتیں ادا ہو جائیں گی، اگر خوف بہت زیادہ ہو جائے، تو کھڑے کھڑے نماز پڑھ لیں یا سوار ہو کر پڑھ لیں، نیز منہ قبلہ کی جانب ہو یا کسی اور جانب۔

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی بیان کیا ہے۔''

(صحيح البخاري: 4535، المنتقى لابن الجارود: 234)

سوال: گھوڑے کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

جواب: گھوڑا حلال ہے۔

❁ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

نَحَرْنَا فَرَسًا عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلْنَاهُ.

''ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں گھوڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت کھایا۔''

(صحيح البخاري : 5519، صحيح مسلم : 1942)

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ، وَأَذِنَ فِي لُحُومِ الْخَيْلِ .

''رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت (کھانے) کی اجازت دی۔''

(صحيح البخاري : 4219، صحيح مسلم : 1941، المنتقى لابن الجارود : 885)

سوال: گھوڑی کے دودھ کا کیا حکم ہے؟

جواب: گھوڑی کا دودھ حلال ہے، کیونکہ یہ گوشت کے تابع ہے۔ جب گھوڑے کا گوشت حلال ہے اور اس کی حلت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، تو گھوڑی کا دودھ بھی حلال ہے۔

سوال: کیا محض ''لا الہ الا اللہ'' کا تلفظ ادا کرنا کافی ہے؟

جواب: اکثر لوگ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں، لیکن وہ اخلاص، یقین کامل اور بشاشت قلب جو اس سے حاصل ہونی چاہیے، انہیں نصیب نہیں ہوتی، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ محض سن سنا کر، دیکھا دیکھی اور ایک عادت کے طور پر اس کا اقرار کرتے ہیں، لہٰذا ضروری ہے کہ ہم اس کلمہ کی اصل روح اور اس کے تقاضے و شرائط بیان کر دیں، تاکہ اس سے حقیقی فوائد حاصل ہو سکیں، کیونکہ صرف الفاظ کو رَٹ لینا مفید نہیں۔

❀ حافظ حکمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ الْمُرَادُ مِنْ ذٰلِكَ عَدَّ أَلْفَاظِهَا وَحِفْظَهَا فَكَمْ مِنْ عَامِّيٍّ

اجْتَمَعَتْ فِيهِ وَالْتَزَمَهَا وَلَوْ قِيلَ لَهُ : أُعْدُدْهَا لَمْ يُحْسِنْ ذٰلِكَ، وَكَمْ حَافِظٍ لِأَلْفَاظِهَا يَجْرِي فِيهَا كَالسَّهْمِ وَتَرَاهُ يَقَعُ كَثِيرًا فِيمَا يُنَاقِضُهَا .

''کلمہ پڑھنے سے مراد اس کے الفاظ کا شمار اور رٹ لینا نہیں ہوتا، کتنے ہی اَن پڑھ لوگ ہیں، جنہوں نے کلمہ پڑھا اور پھر اس کے تقاضے بھی پورے کیے، لیکن اگر ان سے کہا جائے کہ اس کے الفاظ کو شمار کرو، تو نہ کر سکیں، اس کے برعکس کتنے ہی پڑھے لکھے ایسے ہیں کہ پانی کی طرح روانی سے پڑھتے ہیں، لیکن ان کے اکثر کام کلمہ کے منافی ہوتے ہیں۔''

(مَعارج القبول :333/1)

❀ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

رُوحُ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ وَسِرُّهَا : إِفْرَادُ الرَّبِّ جَلَّ ثَنَاؤُهُ، وَتَقَدَّسَتْ أَسْمَاؤُهُ، وَتَبَارَكَ اسْمُهُ، وَتَعَالٰى جَدُّهُ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُهُ بِالْمَحَبَّةِ وَالْإِجْلَالِ وَالتَّعْظِيمِ وَالْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ وَتَوَابِعِ ذٰلِكَ مِنَ التَّوَكُّلِ وَالْإِنَابَةِ وَالرَّغْبَةِ وَالرَّهْبَةِ، فَلَا يُحَبُّ سِوَاهُ، وَكُلُّ مَا كَانَ يُحَبُّ غَيْرَهُ فَإِنَّمَا يُحَبُّ تَبَعًا لِمَحَبَّتِهٖ، وَكَوْنِهٖ وَسِيلَةً إِلٰى زِيَادَةِ مَحَبَّتِهٖ، وَلَا يُخَافُ سِوَاهُ، وَلَا يُرْجٰى سِوَاهُ، وَلَا يُتَوَكَّلُ إِلَّا عَلَيْهِ، وَلَا يُرْغَبُ إِلَّا إِلَيْهِ، وَلَا يُرْهَبُ إِلَّا مِنْهُ، وَلَا يُحْلَفُ إِلَّا بِاسْمِهٖ، وَلَا يُنْظَرُ إِلَّا لَهُ، وَلَا يُتَابُ إِلَّا إِلَيْهِ، وَلَا يُطَاعُ إِلَّا

أَمْرُهُ، وَلَا يُتَحَسَّبُ إِلَّا بِهِ، وَلَا يُسْتَغَاثُ فِي الشَّدَائِدِ إِلَّا بِهِ، وَلَا يُلْتَجَأُ إِلَّا إِلَيْهِ، وَلَا يُسْجَدُ إِلَّا لَهُ، وَلَا يُذْبَحُ إِلَّا لَهُ وَبِاسْمِهِ، وَيَجْتَمِعُ ذٰلِكَ فِي حَرْفٍ وَّاحِدٍ، وَهُوَ أَنْ لَا يُعْبَدَ إِلَّا إِيَّاهُ بِجَمِيعِ أَنْوَاعِ الْعِبَادَةِ، فَهٰذَا هُوَ تَحْقِيقُ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَلِهٰذَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ حَقِيقَةَ الشَّهَادَةِ، وَمُحَالٌ أَنْ يَدْخُلَ النَّارَ مَنْ تَحَقَّقَ بِحَقِيقَةِ هٰذِهِ الشَّهَادَةِ وَقَامَ بِهَا، كَمَا قَالَ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ﴾(الْمَعَارِج: ٣٣)، فَيَكُونُ قَائِمًا بِشَهَادَتِهِ فِي ظَاهِرِهِ وَبَاطِنِهِ، فِي قَلْبِهِ وَقَالَبِهِ.

''اس کلمہ کی اصل روح اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو محبت، تعظیم، اکرام، خوف، رجاء، توکل، رجوع، رغبت، ہیبت وغیرہ میں یکتا مانا جائے، یعنی اس کے سوا کسی سے محبت نہ کی جائے، اگر اس کے علاوہ کسی سے محبت ہو بھی، تو اس کی محبت کے تابع بنا کر یا اس کی محبت کا ذریعہ سمجھ کر اور اس کے سوا کسی سے خوف نہ رکھا جائے، نہ کسی سے امید رکھی جائے، نذر دی جائے، تو اس کی، رجوع کیا جائے، تو اس کی طرف، بات مانی جائے، تو اس کی، ثواب کی امید کی جائے، تو اس سے، مصائب میں مدد مانگی جائے، تو اس سے، فریاد کی جائے، تو اسی سے، سجدہ کیا جائے، تو اسی کو، ذبح کیا جائے، تو اسی کے لیے اور اسی کے نام پر ان سب باتوں کو ایک ہی جملے میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ عبادت کی کوئی

بھی قسم اس کے علاوہ کسی کے لیے بھی روا نہ رکھی جائے۔ یہ ہے لا الہ الا اللہ کا اصل مطلب، یہی وجہ ہے کہ یہ گواہی دینے والے پر آگ حرام ہو جاتی ہے اور جس نے حقیقتاً یہ کلمہ پڑھ لیا اور اس پر ڈٹا رہا، اس کا آگ میں داخل ہونا ناممکن ہے، فرمان الٰہی ہے: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ﴾ (الْمَعَارج : ۳۳) ''وہ لوگ (جہنم سے بچ جائیں گے) جو اپنی گواہی پر قائم رہتے ہیں۔'' یعنی وہ اس گواہی کو اپنے ظاہر و باطن اور قلب و قالب پر قائم کر لیتے ہیں۔''

(الجواب الكافي، ص ۲۹۰)

کلمہ اخلاص کی فضیلت کے بارے میں احادیث بیان کرنے کے بعد حافظ ابن رجب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اس بارے میں دو طرح کی احادیث آئی ہیں، ایک تو یہ کہ جو توحید و رسالت کی گواہی دیتا ہے، جنت میں داخل ہو جائے گا، اس سے روکا نہیں جائے گا، یہ تو واضح ہے، جبکہ دوسری احادیث میں یہ ہے کہ وہ آگ پر حرام ہو جائے گا، بعض علما نے اسے ہمیشہ رہنے پر محمول کیا ہے، یعنی وہ ہمیشہ آگ میں نہیں رہے گا، اکثر علما کا کہنا ہے کہ ان احادیث کی مراد یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ جنت میں داخلے اور آگ سے نجات کا سبب ہے، لیکن اس کے کچھ تقاضے ہیں اور یہ تب ہی اپنا کام کرے گا، جب اس کے تقاضے پورے ہوں اور موانع نہ ہوں، بسا اوقات شرائط پوری نہ ہونے یا موانع کی موجودگی کی وجہ سے یہ ناکام ہو جاتا ہے، حسن بصری اور وہب بن منبہ رحمہما اللہ کا یہی قول ہے اور یہی بات راجح ہے۔''

(كلمة الإخلاص وتحقيق معناها لابن رجب ص ۱۲-۱۳)

چنانچہ کلمہ اخلاص کی درج ذیل شروط ہیں:

۱۔معنی ومفہوم کا علم

۲۔کامل یقین

۳۔قبول

۴۔اطاعت

۵۔صدق

۶۔اخلاص

۷۔محبت

جب کلمہ پڑھنے والے میں یہ سب شرائط موجود ہونگی، تو یہ کلمہ نفع منداور نجات وفلاح کا باعث ہوگا۔

سوال: جس مرغی نے گندگی کھائی ہو، کیا اس کا گوشت حلال ہے؟

جواب: مرغی حلال ہے، مرغی جو گندگی کھاتی ہے، وہ تحلیل ہو جاتی ہے۔

❀ زہدم جرمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا، اعْتَزَلَ الدَّجَاجَ، وَقَالَ: رَأَيْتُهَا تَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهَا، فَقَالَ أَبُو مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُهُ.

''ایک آدمی مرغ (کھانے) سے کنارہ کش ہو گیا اور کہنے لگا: میں نے اسے کچھ کھاتے دیکھا ہے، جس کی وجہ سے مجھے اس سے کراہت ہوگئی ہے، تو سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے

کھا رہے تھے۔‘‘

(صحيح البخاري : 5518، صحيح مسلم : 1649، المنتقى لابن الجارود : 888)

سوال: سگریٹ نوشی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: سگریٹ مضر صحت اور خبائث میں سے ہے، لہٰذا ناجائز ہے۔

سوال: روزے کی حالت میں تمباکو نوشی کا کیا حکم ہے؟

جواب: تمباکو نوشی سے بالاتفاق روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

سوال: کیا غیر مسلموں کا تحفہ قبول کیا جا سکتا ہے؟

جواب: غیر مسلم سے تحفہ لیا جا سکتا ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ يَهُودِيَّةً أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَسْمُومَةٍ، فَأَكَلَ مِنْهَا، فَجِيءَ بِهَا فَقِيلَ : أَلَا نَقْتُلُهَا، قَالَ : لَا، فَمَا زِلْتُ أَعْرِفُهَا فِي لَهَوَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

’’ایک یہودی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زہر آلودہ بکری کا گوشت لے کر آئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھا لیا۔ اس یہودیہ پکڑ لیا گیا اور (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے) پوچھا گیا: کیا ہم اسے قتل کر دیں؟ فرمایا: نہیں۔ اس وقت سے میں (انس رضی اللہ عنہ) اس زہر کا اثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تالو میں محسوس کرتا رہا ہوں۔‘‘

(صحيح البخاري : 2617، صحيح مسلم : 2190)

سوال: کیا غیر مسلموں کی دعوت قبول کی جا سکتی ہے؟

جواب: غیر مسلم حلال شے کی دعوت دے، تو اسے قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(سوال): جس دعوت میں خلاف شرع اُمور ہوں، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): جس دعوت میں خلاف شرع اُمور ہوں، اس کو قبول کرنا جائز نہیں۔ یہ گناہ پر معاونت ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدة : 2)

''نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔''

(سوال): دعوت ولیمہ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): دعوت ولیمہ کو قبول کرنا واجب ہے، احادیث کا عموم اور اہل علم کی آراء سے یہی معلوم ہوتا ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''جس نے (بلا عذر) دعوت (ولیمہ) کو ترک کیا، اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔''

(صحيح البخاري : 5177، صحيح مسلم : 1432)

(سوال): عبدالاعلیٰ بن عامر ثعلبی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): عبدالاعلیٰ بن عامر ثعلبی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْأَكْثَرُ عَلٰی تَضْعِیفِہٖ .

''اکثر محدثین ضعیف قرار دیتے ہیں۔''

(مَجمع الزّوائد : 147/1)

❁ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَہُ الْأَکْثَرُونَ .

''اکثر محدثین ضعیف قرار دیتے ہیں۔''

(فتح الباري لابن رجب : 257/9)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ الْجُمْھُورُ فِي عَبْدِ الْأَعْلٰی : لَیْسَ بِقَوِيٍّ .

''عبدالاعلیٰ کے بارے میں جمہور کا کہنا ہے کہ یہ قوی نہیں۔''

(فتح الباري : 125/13)